ڈاکٹر اسحاق کی فارسی خدمات

بقلم ڈاکٹر محمد امین عامر
۱۰۱ بلچخانہ، دوسری گلی ہاوڑا۔۷۱۱۱۰۱ کلکتہ

آزادی سے چند سال قبل عہد فرنگی کے بنگال میں فارسی زبان و ادب کا چراغ گرچہ روشن تھا لیکن عوامی حیثیت سے فارسی اپنی مقبولیت کھوئی ہوئی نظر آرہی تھی۔ فارسی زبان و ادب سے عوام کا رشتہ منقطع ہوچکا تھا اور فارسی فقط درس و تدریس کے طور پر کالجوں اور یونیورسٹی میں استعمال ہورہی تھی۔ ادبی تخلیقات کا سفر بھی موقوف ہوچکا تھا اور شعراء و ادباء کی تعداد میں بھی خاصا کمی واقع ہوگئی تھی اور نتیجتاً فارسی زبان و ادب روبہ زوال ہوتا نظر آرہا تھا۔ اس غیر یقینی اور تشویشناک صورت حال کے پیش نظر کلکتہ جیسی انقلابی، تاریخی، علمی اور ادبی سرزمین سے بیسویں صدی کے بالکل آغاز میں ایک ایسی مایہ ناز شخصیت جنم لیتی ہے جس کی پیدائش پر بنگال صدیوں فخر کرتا رہے گا۔ وہ بے مثال اور لائق صد فخر شخصیت ڈاکٹر محمد اسحاق بانی ایران سوسائٹی کلکتہ کی ذات گرامی تھی، جنہوں نے مصائب و آلام اور سخت مایوسی کے عالم میں فارسی زبان و ادب کی دستگیری کی اسے سینہ سے لگایا اور ایک مشفق اور مہربان باپ کی طرح اس کی اس طرح پرورش و پرداخت کی کہ وہ دوبارہ جوان و توانا ہوکر حالات زمانہ سے آنکھیں ملانے کے قابل بن گئی۔

ڈاکٹر محمد اسحاق کی پیدائش کلکتہ میں یکم نومبر ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔ علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد ۱۹۲۳ء میں انہوں نے کلکتہ یونیورسٹی سے امتیازی نمبرات کے ساتھ عربی ادب میں ایم اے کیا پھر ڈھاکہ یونیورسٹی اور مولانا آزاد کالج کلکتہ کو چند سالوں تک اپنی خدمات سے نوازنے کے بعد مستقل طور پر ۱۹۶۰ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے منسلک رہ کر اسے اپنی علمی، ادبی اور تدریسی خدمات پیش کیں۔ ان کا میدان گرچہ عربی زبان و ادب تھا مگر فارسی زبان و ادب کے محقق اور

اسکالر کی حیثیت سے انہیں ملک اور بیرون ملک میں ایسی شہرت عطا ہوئی کہ اس زمان کے علماء فضلاء اور دانشوروں نے ان کی بے پناہ علمی استعداد اور لیاقت کی بنا پر انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور فارسی زبان وادب کی پیش رفت سے متعلق ان کی گرانقدر خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور ان کی خوب پذیرائی اور تعریف و توصیف کی۔

ڈاکٹر اسحاق نے تقریباً ۴۰ سال تک اپنے کو درس وتدریس میں مشغول رکھ کر فارسی زبان وادب کی بے مثال خدمت انجام دی۔ شاگردان فارسی کو بڑی شفقت اور محبت سے نہ صرف یہ کہ تعلیم دیتے بلکہ ان کے دیگر مسائل اور مشکلات سے بھی غیر معمولی دلچسپی رکھتے اور ان کے بہت کام آتے۔ اس راہ میں انہوں نے ایسی جدوجہد کی اور ایسے قابل قدر اور لائق فخر فارسی زبان وادب کے خوشہ چینوں کو پیدا کیا کہ جن کی بدولت ڈاکٹر اسحاق زندہ و جاوید رہیں گے۔ ان قابل تلامذہ میں کلکتہ یونیورسٹی کے سر آسوتوش پروفیسر ڈاکٹر عطا کریم برق (متوفی: ۱۹۹۹ء) کا نام نمایاں ہے جو اپنے استاد ہی کی طرح فارسی زبان وادب کے معروف اسکالر کی حیثیت سے منصۂ شہود پر ابھرے اور تاریخ میں اپنا نام ثبت کر گئے۔

دوران ہی سے ڈاکٹر اسحاق کو فارسی زبان وادب سے بڑا گہرا شغف پیدا ہو چکا تھا۔ اس زبان کی تاریخ وثقافت میں تحقیق ومطالعہ کی خاطر ۱۹۳۰ء میں انہوں نے تہران کا رخ کیا اور وہاں دوران قیام فارسی زبان وادب کے اساتذہ اور دانشوروں سے ربط و تعلق پیدا کر کے ان کے تعاون سے علمی مواد فراہم کیا۔ ایرانی علماء وفضلاء نے فارسی سے ان کے گہرے لگاؤ، اشتیاق اور غیر معمولی استعداد وصلاحیت کو دیکھ کر ان کی جس درجہ پذیرائی کی یہ ان کے علم وفضل کو خراج عقیدت پیش کرنے کے مترادف ہے۔ فارسی زبان وادب میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری کی حصولیابی کی غرض سے ڈاکٹر اسحاق نے ۱۹۳۸ء میں لندن کا سفر کیا اور وہاں "جدید فارسی شاعری" کے موضوع پر گرانقدر تحقیقی کام کر کے ۱۹۴۰ء میں لندن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد وہ سوئزرلینڈ، فرانس اور اٹلی وغیرہ کا کامیاب دورہ کر کے ہندوستان واپس آگئے۔ ڈاکٹر اسحاق کا یہ تحقیقی مقالہ مطبوعہ شکل میں ان کی فارسی خدمات کا ایک قابل یادگار نمونہ ہے۔

ڈاکٹر اسحاق حکومت ایران کی دعوت پر دوبارہ ۱۹۳۴ء میں ایران گئے اور وہاں مقام طوس میں منعقدہ جشن ہزارۂ فردوسی میں شرکت کی اور ایسا زبردست علمی اور پرمغز خطبہ پیش کیا کہ

اہل زبان نے دانتوں تلے انگلیاں دبالیں۔ ان کا یہ خطبہ اس موقع پر شائع ہونے والے ایرانی جملہ میں محفوظ ہے۔ حکومت ایران کی جانب سے ۱۹۶۶ء میں وہ تیسری بار ایران گئے اور تہران میں منعقدہ ایرانشناسوں کے ایک عالمی اجتماع کو "ہندوایران کے تعلقات" کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس طرح ایران کے عالمی اجتماعات میں ان کے دو مذکورہ گرانقدر خطبات بڑی علمی اہمیت کے حامل ہیں جو فارسی زبان وادب کے مطالعہ اور تحقیق کے ضمن میں ڈاکٹر موصوف کی خدمات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کی انہیں خدمات کی بدولت ۱۹۵۹ء میں انہیں "طلائی تمغہ" عطا کیا گیا اور اس کے بعد حکومت ایران کی جانب سے ہندوایران کے مابین دوستی اور ثقافتی امور کو فروغ دینے کی خاطر انہیں "تمغہ شاہی" سے نوازا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں کلکتہ یونیورسٹی نے انہیں سر عبداللہ سہروردی لکچر کے لیے منتخب کیا جس کے تحت انہوں نے "فارسی حروف تہجی" کے عنوان پر تین دنوں تک نہایت ہی معلومات اور تحقیقاتی مقالہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، کلکتہ یونیورسٹی اور ملک و بیرون ملک کے علمی، ادبی، اداروں اور درسگاہوں کے تحت ہونے والے مذاکرات میں بھی وہ اکثر و بیشتر شرکت کرتے رہے اور اپنے گرانقدر تحقیقی اور علمی مقالات سے فارسی زبان وادب کی بیش بہا خدمات انجام دے کر دانشویان فارسی کی تشنگی بجھاتے رہے۔ ان کی زندگی فارسی زبان وادب کے مطالعہ اور ترویج واشاعت کی خاطر وقف تھی۔ وہ فارسی کے اس قدر دیوانہ، عاشق اور شیفتہ تھے کہ انہیں اس زبان کو زندہ رکھنے اور اسے پروان چڑھانے کی فکر نے ۱۹۴۴ء میں اہل کلکتہ کو "ایران سوسائٹی" کی شکل میں فارسی زبان وادب کا ایک ایسا یادگار اور انمول تحفہ عطا کیا جو ان کے خوابوں کی تعبیر مسلسل جد و جہد اور مقصد کا محور اور مرکز ہے۔ فارسی زبان وادب اور تاریخ و ثقافت کی یہ انجمن جو بلاشبہ ڈاکٹر اسحاق کی زندگی کا عظیم کارنامہ ہے آج اپنی بیش بہا کارگذاریوں کے سبب ہندوستانی سرحدوں کو عبور کر کے دیار غیر میں بھی اپنا ایک علمی اور ادبی معیار بنا چکی ہے۔ ارباب علم وادب جس طرح ماضی میں اس انجمن سے مستفیض ہوتے رہے ہیں آج بھی اسے اپنی علمی اور ادبی حصول کا مستقر بنائے ہوئے ہیں۔ یہ ڈاکٹر اسحاق ہی کی عالمانہ شخصیت اور فارسی خدمات کا فیضان ہے کہ ملک اور بیرون ملک کے علماء، فضلاء اور دانشوروں میں سے نیشنل پروفیسر آف انڈیا، پروفیسر سنیتی کمار چڑجی، برصغیر کے عظیم مؤرخ اور اسکالر مولانا سید صباح

الدین عبدالرحمٰن، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، آقای وحید دستگردی، حبیب یغمائی اور سعید نفیس وغیرہ نے ڈاکٹر موصوف کی فارسی خدمات کو سراہا اور انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

ڈاکٹر اسحاق نے اپنی حیات میں دنیا کے دو مشہور حکیم اور فلسفی البیرونی اور بو علی سینا کی زندگی اور ان کے یادگار کارناموں پر مشتمل نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ بالترتیب ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۶ء میں ہزار سالہ جشن، ایران سوسائٹی کلکتہ میں منعقد کیا۔ اس کے علاوہ چار سو سالہ جشن ملا صدرا اور صد سالہ جشن پروفیسر ای۔ جی براؤن بھی ڈاکٹر موصوف کی فارسی خدمات کے مظہر ہیں جن سے یہ نتیجہ اخذ کیے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ ڈاکٹر اسحاق نے فارسی زبان و ادب کے مطالعہ اور اس کی ترویج و اشاعت کی خاطر علمی مذاکرات اور جشن کے انعقادی طریقوں سے بھی کام لیا جس میں ان کی غیر معمولی دلچسپیوں اور مساعی کو بڑا دخل رہا ہے۔ ایران سوسائٹی آج بھی علمی مذاکرات، سیمنار اور سمپوزیم کے ذریعہ فارسی خدمات کا نہ صرف یہ کہ بیڑا اٹھائے ہوئے ہے بلکہ اپنے بانی کی روش پر گامزن رہتے ہوئے انہیں برابر خراجِ عقیدت بھی پیش کرتی رہی ہے۔

سیمنار اور سمپوزیم کے علاوہ فارسی زبان و ادب اور تاریخ و ثقافت پر مشتمل درجنوں بیش بہا کتابوں کی اشاعت نیز فارسی اور انگریزی زبانوں پر مشتمل سہ ماہی مجلہ انڈو ایرانیکا (INDO-IRANICA) کا اجراء ڈاکٹر اسحاق کی فارسی خدمات سے مربوط ہے۔ تقریباً ۲۵ رسال تک یہ علمی، تاریخی اور یادگار مجلہ بیش بہا معلومات کا خزینہ لیے ہوئے ان کی ادارت میں نکلتا رہا اور ان کے بعد سے اب تک پابندی کے ساتھ اس کی پچاسویں جلدیں علمی اور ادبی حلقوں کو سیراب کر چکی ہیں۔ ان میں کچھ خصوصی نمبرات پر مشتمل علماء، ادباء، حکماء اور شعراء کے آثار سے بحث کرتی ہیں اور چند سے معدودے میں ڈاکٹر اسحاق کی گراں قدر علمی اور ادبی نگارشات شامل ہیں جو فارسی زبان و ادب کے ضمن میں بطور خدمات ان کے عطایا ہیں۔ ان کے زیادہ تر مضامین بزبان انگریزی درج ذیل ہیں:

۱۔ ایران کا قدیم اسلامی ادب۔ قدیم فارسی، اوستا اور پہلوی

۲۔ مرزا احمد تقی بہار ۳۔ رودکی سمرقندی

۴۔ رابعہ قزداری ۵۔ پروین اعتصامی

۶۔کسائی مروزی ۷۔مہستی گنجوی

۸۔قدیم ایران کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر

۹۔راجہ رام موہن رائے کی زندگی اور کارنامے (بزبان فارسی)

۱۰۔شہید بلخی ۱۱۔درویشوں کے بادشاہ۔شاہ نعمت اللہ

۱۲۔تعلیم۔جدید ایران میں ۱۳۔ای۔جی۔براؤن کی زندگی اور کارنامے

۱۴۔دقیقی طوسی ۱۵۔حنظلہ بادغیسی وغیرہ۔

اس کے علاوہ فارسی اور انگریزی زبان میں دیگر قیمتی نگارشات بھی ملک اور بیرون ملک کے علمی اور ادبی رسالوں کی زینت بن چکی ہیں۔

ایران سوسائٹی میں جدید فارسی کلاس کا اہتمام، محصلان فارسی کے لیے وظائف کا بندوبست نیز زبان وادب اور تاریخ و ثقافت کے موضوع پر ہزاروں نادر اور نایاب کتابوں سے معمور لائبریری کا قیام، جس میں خود ڈاکٹر اسحاق کی ذاتی تین ہزار کتابوں کا عطیہ شامل ہے، انکی فارسی خدمات کا بین ثبوت ہے۔یہ وضاحت بھی ناگزیر ہے کہ ڈاکٹر اسحاق نے فقط فارسی کتابوں کی اشاعت کی خاطر اپنے ذاتی پانچ سو روپے کے عطیہ سے یکم فروری ۱۹۴۸ء کو "ڈاکٹر ایم اسحاق میموریل فنڈ" کا قیام عمل میں لایا جس کے ذریعہ موصوف کی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ اسی فنڈ سے شروع کیا گیا۔ڈاکٹر موصوف کا یہ گرانقدر مالی تعاون بھی فارسی زبان وادب کا مطالعہ اور ترویج واشاعت میں ان کی ناقابل فراموش خدمت سے تعبیر کی جا سکتی ہے۔انکی علمی، ادبی اور تاریخی تصنیفات درج ذیل ہیں:

۱۔سخنوران ایران در عصر حاضر (فارسی) دو جلد

۲۔جدید فارسی شاعری (انگریزی)

۳۔ایران کی چار شاعرات (انگریزی)

روضۃ الجنات اور ہفت اقلیم بالترتیب معین الدین اور امین احمد رازی کی تصنیفات ہیں جسے انہوں نے نہایت ہی تحقیق و جستجو اور عرق ریزی سے ایڈٹ کر کے شائع کر دیا۔اس کے علاوہ ایشیاٹک سوسائٹی کے عربی مخطوطات کی فہرست بھی انہوں نے مرتب کی جو بہت ہی اہم اور

عالمانہ ہے۔ انکی تصنیفات میں سے 'سخنوران ایران در عصر حاضر، کو ہند وایران میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور آج بھی وہ ملک اور بیرون ملک کے کالجوں اور یونیورسٹیز میں داخل نصاب ہے۔ اس کتاب کی تالیف سے متعلق ہندوستان کے معروف تاریخ داں اور فارسی دانشور پروفیسر سید حسن عسکری نے اپنے جن گرانقدر خیالات کا اظہار کیا ہے وہ لائق تذکر ہے۔ پروفیسر موصوف رقمطراز ہیں:

IT WAS A GREAT BOON FOR THE PERSIAN STUDENTS BECAUSE IN THESE DAYS THERE WERE VERY FEW SOURCES OF OUR INFORMATION REGARDING MODREN PERSIAN POETS .IN FACT THERE WAS ONLY ONE BOOK OF THIS TYPE, NAMELY"سخنوران دوران پہلوی"LEY DINRHAH IRANI.BUT DR.ISHHAQ,S WORK WAS VERY MUCH SUPERIOR TO IRANI,S AS THE "سخنوران ایران در عصر حاضر"GAVE IN DETAIL AUTH ENTIC AND FIRST HAND INFORM ATION ABOUT MODERN PERSIAN POETS AND AUTHORS"

اس کتاب کی تصنیف پر حکومت ایران نے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں "نشان علمی" کے نام سے ایک میڈل تفویض کیا۔

ڈاکٹر اسحاق، ایوان سوسائٹی کے علاوہ ملک کی دیگر انجمنوں اور دانشگاہوں سے بھی محض فارسی زبان وادب کی خدمت کی خاطر وابستہ رہے اور ایک طویل عرصہ تک اس میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیکر ۱۲ر ستمبر ۱۹۶۹ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اب تک ان کی حیات اور کارناموں پر مشتمل کوئی مستقل تصنیف زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔ امید ہے ایران سوسائٹی کلکتہ کے ارباب حل عقد اس جانب توجہ فرمائیں گے۔